آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے

لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۲ ہجری

چندہ سالانہ

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا۔

خدا را یک زمان بردار از رخ پردۂ لیلیٰ
کہ ناصح پر ملامت میکند مجنونِ شیدا را

*

یہ انسانی فطرت ہے کہ جن لوگوں کے نام شہرتِ تام رکھتے ہیں اُنکے حالات زندگی تفصیلی طور پر معلوم کرنے اور سُننے کی خواہش دل میں پیدا ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سلطان صلاح الدین اور نپولین کی سوانح عمریاں جس شوق سے مطالعہ کیجاتی ہیں کسی معمولی آدمی کی لائف کو ہرگز یہ بات میسّر نہیں ہوسکتی۔ اور اسی تقاضائے فطرت کا نتیجہ ہے کہ لوگوں نے شیطان علیہ اللعن کو مشہور آفاق دیکھکر اُسکی بھی فرضی سوانح عمری لکھ ڈالی اور وہ بھی بہت سے احمقوں کا شغل بیکاری بنی۔ لیکن شائع اور متداول ہونیوالی سوانح عمریوں میں بہت ہی تھوڑی ایسی ہوتی ہیں جو لوگوں کو بہت زیادہ نفع پہنچا سکتی ہیں۔ اسوقت میں لوگوں کو ایک ایسی لائف کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو اپنے ایک ایک صفحہ میں جواہرات کے انبار رکھتی ہے مصنف نے ٹائٹل پیج پر یہ شعر لکھا ہے جو اس اعلان کا ہیڈنگ ہے اور اس شعر سے سوانح عمری کی صرف ایک ہی خوبی کیطرف اشارہ ہوتا ہے یعنی حضرت خلیفۃ المسیح رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری کو پڑھکر مخالفین و معاندین شرمندہ ہو جائیں گے اور تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اس کتاب کو غیر احمدیوں میں بکثرت شائع کیا جائے لیکن اسی قسم کی اور اس سے بھی بڑھ چڑھکر اور بہت سی خوبیاں اس سوانح عمری میں

جس کا نام

مرقاۃ الیقین فی حیوۃ نور الدین ہے

اکبر نجیب آبادی مؤلف کتاب کی کوششوں سے جمع ہوگئی ہیں اور تمام خوبیوں کا اندازہ صرف کتاب کے مطالعہ پر منحصر ہے۔ یہ کتاب دفتر میگزین سے سوا روپیہ (عہ) قیمت پر ملتی ہے اور تعداد میں بہت تھوڑی چھپی ہے۔ دوسرے ایڈیشن کے لئے خدا جانے کسقدر انتظار کرنا پڑے۔

(درخواستیں بنام مینیجر میگزین قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئیں۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلامی طریق عبادت

اس مختصر مضمون سے میری غرض یہ ہے کہ یورپ کے ان نیک دل اور حق پسند لوگوں کو جو اپنی خداداد عقل اور دانائی سے اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ اسلام کے متعلق اس وقت تک جو کچھ ہم کو سنایا گیا ہے چرچ کے ہیڈ ایجنٹوں کے تعصب کا نتیجہ ہے۔ اور جو اسلام کے متعلق تازہ اور سچی اطلاع حاصل کرنا چاہتے ہیں اسلام کے اس لاثانی اصل کی نسبت واقفیت بہم پہنچاؤں جسے اسلام کے عملی حصہ کا پہلا اصل کہا جاتا ہے۔ میری مراد اس سے نماز ہے۔

مگر پیشتر اسکے کہ میں پورے طور پر نماز میں ایک مسلمان کو جو کچھ کرنا پڑتا ہے بیان کروں اور اس کے ادا کرنے میں جو عبارتیں اسکو کہنی پڑتی ہیں ان کا ترجمہ لکھوں۔ دو ضروری امور کا بیان کردینا مناسب سمجھتا ہوں:۔

اوّل امر

عبادت کی غرض عبادت کی غرض ایک طرف تو اس پاک ہستی کے حضور اپنے جذبات شکر کا اظہار ہوتا ہے جسے عربی زبان میں اللہ اور انگریزی میں گاڈ کہتے ہیں کیونکہ انسان فطرتاً اپنے محسن کا شکریہ ادا کرنے پر مجبور ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جبلت القلوب علیٰ حب من احسن الیھا انسانی دل کی بناوٹ ہی

ایسی ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرنے پر مجبور ہوتا ہے پس نماز کی ایک بہت بڑی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے رب کے سامنے اس کے احسانوں کا اپنی زبان سے اقرار کرتا ہے۔

مگر اسکے علاوہ عبادت کی ایک اور بھی غرض ہے اور وہ گناہوں اور بدیوں سے پاک کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انسانی عبادتوں کا محتاج نہیں بلکہ جسقدر احکام اس نے انسان کو دیئے ہیں ان میں اصل غرض اس کا پاک کرنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ ناپاک سے تعلق نہیں رکھ سکتا۔ اور پسند فرماتا ہے کہ اس سے تعلق کرنے والا بھی پاک ہو پس تمام عبادات میں یہ مدِ نظر رکھا گیا ہے کہ ان سے نفس انسانی بدیوں اور شرارتوں سے پاک ہو اور انکے ذریعہ اسے ایسی طاقت ملجائے کہ وہ مختلف قسم کی ہوا و ہوس کو چھوڑنے کے قابل ہو جائے اور ایک طرف اللہ تعالیٰ سے اس کے تعلقات درست ہو جائیں اور دوسری طرف مخلوق الٰہی سے بھی اس کے معاملات بالکل ٹھیک ہوں چنانچہ اسلام نے مذہب کی تعریف ہی یہی کی ہے کہ وہ بندہ کے خدائے تعالیٰ سے تعلقات کو مضبوط کرتا ہو اور بندوں سے اُس کے تعلقات کو سنوارتا ہو اور اگر کوئی مذہب ان دونوں باتوں میں سے ایک کے پورا کرنے سے بھی قاصر ہے تو وہ مذہب نہیں ہو سکتا کیونکہ اس سے مذہب کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ پس جس قدر عبادات مقرر کی جاتی ہیں ان کی اصل غرض یہی ہوتی ہے کہ بندہ کو خدائے تعالیٰ کے نزدیک کر دیا جائے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت پیدا کی جائے اور جو عبادت ان دونوں باتوں کے حصول کے ذرائع پیدا کرے وہی مفید عبادت ہے ورنہ اس میں مشغول ہونا اپنے وقت کو ضائع کرنا ہے۔ قرآن شریف نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے کہ انّ الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر نماز بدیوں اور گناہوں سے روکتی ہے یعنی عبادت کی غرض کو پورا کرتی ہے۔

دوسرا امر

عبادت کی غرض کے پورا کرنے کیلئے کن باتوں کی ضرورت ہے

جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ نماز کی اصل غرض اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا اس کا شکر ادا کرنا اور نفس کی اصلاح

کرنا ہے تو جس طریق عبادت سے یہ دونوں باتیں حاصل ہوتی ہوں وہی عبادت سچی عبادت ہے اور اس عبادت کی طرف ہدایت کرنے والا مذہب ہی سچا مذہب ہے۔ اسلام نے اپنے پیرووں کے لیئے جو طریق عبادت رکھا ہے اس میں ان اغراض کو پورا کرنے کے لیئے جو ذریعے استعمال کیئے ہیں وہ اور کسی مذہب نے نہیں کیئے اور ہر ایک انسان ذرا غور سے کام لے کر معلوم کرسکتا ہے کہ وہی ذرائع اس قابل ہیں کہ عبادت کی غرض کو پورا کرسکیں - وہ ذرائع یہ ہیں :-

ا- جسم و روح کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے جس طرح غم کی خبر سُنکر جسم ایسا متأثر ہوتا ہے کہ اسپر اُداسی کے آثار ہویدا ہوجاتے ہیں اسی طرح جسم کو جب کوئی صدمہ پہنچتا ہے تو روح بھی غمگین ہوجاتی ہے اور یہی حال خوشی کا ہے پس قلب کو خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کے لیئے ایک یہ بھی طریق ہے کہ عبادت کے وقت جسم کو بھی کسی ایسی حالت میں رکھا جائے جس سے تذلّل پیدا ہو اور اس کا اثر روح پر پڑکر دل میں بھی رِقّت اور نرمی پیدا ہوجائے۔ اور انسان خدائے تعالیٰ کی طرف ایک جوش کے ساتھ متوجہ ہوجائے۔ تذلّل کے اظہار کے لیئے دنیا میں مختلف صورتوں کو اختیار کیا گیا ہے کسی ملک کے لوگ جُھک جاتے ہیں کسی ملک میں ہاتھ باندھکر کھڑا ہونا تذلّل کا نشان قرار دیا گیا ہے کسی میں گھُٹنوں کے بَل گرنے کو کسی میں سجدہ کرنے کو۔ اسلام چونکہ خالقِ فطرت کی طرف سے ہے اس نے تمام فطرتوں اور عادتوں کا خیال رکھتے ہوئے نماز میں ان سب نشانات کو جمع کردیا ہے اور مختلف المذاق لوگ جس جس حالت میں بھی تذلّل کا اظہار کرتے ہیں نماز ان کے مذاق کے مطابق ہر اور ان مختلف اشکالِ تذلّل کے اثر سے انسانی قلب جوش سے بھر جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کے حضور میں جُھک جاتا ہے درحقیقت وہ ایک قابل دید نظارہ ہوتا ہے جب ایک مسلمان ربّ العالمین خدا کے حضور کبھی ہاتھ باندھے کھڑا ہوتا ہے کبھی جُھک جاتا ہے کبھی ہاتھ کھولکر کھڑا ہوجاتا ہے کبھی سجدہ میں گر جاتا ہے کبھی گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا ہے اور اس کا دل اس محبت سے پُر ہوتا ہے جو ایک مذاق کو مذاق سے

ہو سکتی ہے اور وہ زبان حال سے اقرار کرتا ہے کہ دنیا کی مختلف اقوام جس جس طریق میں بھی اپنی عبودیت کا اظہار کرتی ہیں اے خدا میں تیرے سامنے مجموعی طور پر ان سب طریقوں سے اپنی عبودیت کا اقرار کرتا ہوں یہ نظارہ نماز ادا کرنے والے کو ہی نہیں بلکہ اس کے دیکھنے والے کے دل کو بھی متاثر کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دیتا ہے ؛

۲۔ دوسرا اصل اسلام نے نماز کی غائیت کو حاصل کرنے کا یہ تجویز کیا ہے کہ دعا کو نماز کا مغز قرار دیا ہے چنانچہ حدیث میں ہے الدعاء مخ العبادة دعا نماز کا مغز ہے اور دعا اپنے اندر ایک ایسا مقناطیسی اثر رکھتی ہے کہ ایک طرف تو بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہے اور دوسری طرف اس کے لیئے ایسی آسانیاں بہم پہنچا دیتی ہے کہ جن سے وہ گناہوں سے محفوظ رہ سکے ۔ جب ہماری استدعاؤں اور التجاؤں کو والدین اور حکامِ دنیا قبول کرتے ہیں تو کیونکر خیال کیا جائے کہ خدائے تعالیٰ جو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اپنے بندوں کی دعاؤں کو رد کر دیگا۔ پس نماز کیا ہے دعاؤں کا ایک مجموعہ ہے جس سے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور دوسری طرف دعائیں قبولیت حاصل کر کے انسان کی ہدایت اور ترقی کا ذریعہ بن جاتی ہیں ؛

۳۔ تیسرا طریق اسلام نے یہ بتایا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی طاقتوں کا معائینہ کیا جائے کیونکہ جب تک کسی چیز کا کامل علم انسان کو نہ ہو اس سے اس کا تعلق مکمل نہیں ہو سکتا مثلاً جس انسان کو علم کی خوبی معلوم نہیں وہ اس کے حصول کی کوشش نہیں کر سکتا اسی طرح جو شخص زہر کے اثر سے ناواقف ہے وہ زہر سے نہیں ڈر سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے اور بدیوں سے بچنے کے لیئے اس بات کی نہایت ضرورت ہے کہ خدائے تعالیٰ کی کامل معرفت ہو جسکے لیئے اسلام نے نماز میں ایسی عبارتوں کا پڑھنا ضروری رکھا ہے جن سے انسان پر اللہ تعالیٰ کا پُر جلال اور قابل محبت ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہ بے اختیار اسکے حضور گر جاتا ہے اور اس کا دل محبت اور خوف سے بھر جاتا ہے کیونکہ جب اسکے سامنے ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ کے احسانات پیش کیئے جاتے ہیں اور نافرمانی اور

قطع تعلق کے نتائج سے آگاہی دیجاتی ہے تو اسپر ایک ایسی انقطاعی حالت طاری ہوتی ہے کہ بے اختیار اللہ تعالیٰ کے قریب ہوجاتا ہے چنانچہ ناظرین نماز کے ترجمہ سے معلوم کرسکیں گے کہ اس بات کو کس حد تک ملحوظ رکھا گیا ہے اور کس طرح نماز میں انسان کو خدائے تعالیٰ کی پاک اور بے عیب ذات کی معرفت پیدا کرا کے اسکے دل کو محبت الٰہی سے بھرنے اور بدیوں سے بچنے کی سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں جس کی نظیر اور کسی مذہب میں نہیں مل سکتی۔ اسلام نے جو طریق عبادت بتایا ہے وہ ایسا مکمل اور ضرورت کے مطابق ہے کہ کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور اگر کوئی شخص اسلام کی اس عبادت کا ہی بہ نظر غائر مطالعہ کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کو دوسرے مذاہب پر کس قدر فضیلت ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اس موضوع پر تفصیل سے نہیں لکھ سکتا کیونکہ میری غرض اس مختصر مضمون سے نماز کے ادا کرنے کا طریق بتانا ہے۔

نماز شروع کرنے سے پہلے مسلم کیا کرتا ہے مسلمان جب نماز ادا کرنیکے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اسے ایک تیاری کرنی پڑتی ہے جسے وضو کہتے ہیں وضو اس طرح کیا جاتا ہے۔ پہلے ہاتھ دھوئے جائیں پھر تین دفعہ کلی کیجائے پھر تین دفعہ ناک میں پانی ڈالا جائے اسکے بعد تین دفعہ ہاتھ میں پانی لیکر منہ دھویا جائے اسکے بعد پہلے دایاں اور پھر بایاں ہاتھ کہنیوں تک دھویا جائے پھر ہاتھ تر کرکے تین انگلیوں کو سر پر پھیرا جائے جسکے بعد انگوٹھے کے ساتھ کی انگلی کو کان میں اور انگوٹھے کو کان کے باہر پھیرا جائے۔ پھر پہلے دایاں اور پھر بایاں پاؤں دھویا جائے اس تمام کام کو وضو[۵۱] کہتے ہیں اور یہ نماز سے پہلے ضروری ہوتا ہے۔

نماز

وضو کے بعد مسلم کعبہ[۵۲] کی طرف منہ کرکے کھڑا ہوجاتا ہے اور اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہی)

۵۱ وضو سے ایک غرض یہ ہے کہ وہ اعضا جو عادۃً ننگے رہتے ہیں انکو دھویا جائے اور ظاہری صفائی کرکے عبادت ادا کیجائے جس سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہو کہ جب عبادت میں ظاہری پاکیزگی کا اسقدر خیال رکھا گیا ہو تو باطنی طہارت کا ایک مسلم کو کسقدر خیال رکھنا چاہیئے اور کس طرح اپنے دلکو گناہوں سے پاک کرکے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا چاہیئے۔ منہ

۵۲ کعبہ کی طرف منہ کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ اسے مسلمان قابل عبادت قرار دیتے ہیں بلکہ اس لئے کہ حضرت

کہکر اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاکر اپنے سینہ پر رکھ لیتا ہے دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا جاتا ہے اور دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے بائیں ہاتھ کو کہنی کے قریب سے پکڑ لیتا ہے اسوقت سے اسے کسی سے بولنا یا اِدھر اُدھر دیکھنا یا اپنی جگہ سے ہلنا منع ہے جبتک نماز ختم نہ کرلے۔

ہاتھ سینہ پر رکھنے کے بعد وہ کہتا ہے

سبحانك اللّٰھمّ وبحمدك وتبارك اسمك وتعالیٰ جدك ولا اله غیرك

اے اللہ تو پاک ہے اور حمد کا مستحق ہے اور تیرا نام برکت والا ہے تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے

اس کے بعد کہتا ہے

اعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم

میں٭ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان سے جو کہ درگاہ الٰہی سے دُور پھینکا گیا ہے

(بقیہ حاشیہ ۵۲ متعلقہ صفحہ ۸۵) ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر کے وقت دعا کی تھی کہ الٰہی اس ملک میں ایک نبی مبعوث کر جو انکی ہدایت کرے اور انکو پاک کرے سو چونکہ آنحضرتؐ کو دعویٰ تھا کہ آپ وہ نبی ہیں اسلیئے نماز میں اس طرف مُنہ کرنیکی یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کو وہ وعدہ یاد آتا ہے اور وہ اپنے اعمال کو درست کرتے رہیں ورنہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البرمن اٰمن باللّٰه والیوم الاٰخر والملائکة والکتٰب والنبیّٖن واٰتی المال علٰی حبه ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصّلوٰة واٰتی الزکوٰة والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصّٰبرین فی البأسآء والضرّآء وحین البأس اولٰئك الذین صدقوا واولٰئك ھم المتقون ٭ نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف مُنہ کرو (یعنی کعبہ کی طرف مُنہ کرنیکو نیکی سمجھو) بلکہ نیکی تو اس کے کام میں ہے جو اللہ پر اور قیامت پر اور ملائکہ پر اور کتاب پر اور سب نبیوں پر ایمان لاتا ہو اور باوجود مال کی محبت کے رشتہ داروں یتیموں مسکینوں مسافروں سوالیوں اور قیدیوں کی دستگیری کرتا ہے اور خدائے تعالیٰ کیلیئے بدنی عبادتیں بجالاتا ہے اور اسکے راستہ میں مال دیتا ہو اور انکے کاموں میں جو لوگ جب عہد کرتے ہیں تو انہیں پورا کرتے ہیں اور جو لوگ مالی تنگیوں بیماریوں اور جنگوں میں صبر سے کام لیتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اپنے دعویٰ میں سچے ہیں اور یہی لوگ خدا سے ڈرنے والے ہیں ٭ منہ

٭ قرآن شریف کے کسی حصہ کے پڑھنے سے پہلے اس دعا کے مانگنے کا حکم ہے۔ منہ

اس کے بعد نماز ادا کرنے والا قرآن شریف کی سب سے پہلی سورۃ پڑھتا ہے جسے سورۃ فاتحہ کہتے ہیں۔

اور وہ یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

مَیں شروع کرتا ہوں اللہ کا نام لیکر جو بے محنت دیتا ہے (جیسے سورج کی روشنی یا ہوا) اور کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو کُل مخلوقات کی ربوبیت کرتا ہے ہر قسم کی تعریفوں کا مستحق ہے وہ بغیر محنت کے بھی انعام کرتا ہے اور محنت کا اجر بھی بڑھ چڑھ کر دیتا ہے کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا اور نیکی اور بدی کے نتائج اسی کے حکم کے ماتحت مرتب ہوتے ہیں اور (میں کہتا ہوں کہ اے وہ خدا جس کا میں نے ذکر کیا ہے) ہم تیری ہی فرمانبرداری کرتے ہیں اور تجھی سے اپنے ہر ایک کام میں مدد مانگتے ہیں تو ہمیں ہر کام میں سیدھا رستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جنپر تیرا انعام ہوا ہے اور ایسا مت کیجئیو کہ ہم تیرے پیارے بنکر بھی کسی وجہ سے تیرے غضب کو اپنے اوپر بھڑکالیں یا خود ہی تجھے چھوڑ کر ادھر اُدھر متوجہ ہو جائیں۔

اس سورۃ کے پڑھنے پر مسلم کہتا ہے آمین یعنی الٰہی میری اس دعا کو قبول فرما۔

اس کے بعد نماز پڑھنے والا قرآن شریف کا کوئی حصہ پڑھتا ہے خواہ تھوڑا خواہ زیادہ۔*

سلہ ہر ایک مذہب نے اپنے پیروؤں کے لئے ایک آئیڈیل مقرر کیا ہے مگر اسلام کا آئیڈیل سب سے اعلیٰ ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس دعا میں مسلمان کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ صراط الذین انعمت علیھم کی دعا کرے یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اسے وہی درجہ دیا جائے جو منعم علیہ گروہ کو ملا ایک دوسری جگہ منعم علیہ کا ذکر فرما کر قرآن شریف نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد انبیاء اور صدیق اور شہدا اور صالحین کا گروہ ہے ایک دوسری جگہ قرآن شریف میں ہے واذ قال موسیٰ لقومہ یا قوم اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم

* ہم نے قرآن شریف کے چند ٹکڑے ایک دوسری جگہ دئے ہیں تاکہ وہ لوگ جو سارا قرآن شریف نہیں جانتے انکو نماز میں پڑھ سکیں۔ منہ

پھر وہ اپنے ہاتھ چھوڑ کر کہتا ہے اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) اور جھک جاتا ہے حتیٰ کہ اسکا
سر اور کمر ایک لیول میں آجاتے ہیں اور وہ اپنے ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑ لیتا ہے اور کم از کم

(بقیہ حاشیہ ۵ متعلقہ صفحہ) وَاٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۰ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو (یعنی اسوقت کو) جب تم میں انبیاء بھیجے اور تمھیں بادشاہت عطا کی اور تم کو وہ دیا جو اور کسی کو نہیں دیا تھا۔ اسی طرح اور جگھوں پر فرمایا ہے کہ منعم علیہ سے مراد انبیاء ہیں پس اسلام نے ہر ایک مسلمان کا آخری منشاء نظر نبوت رکھی یعنی وہ دعا کرتا ہے کہ اسے بھی اللہ تعالےٰ نبیوں کے سلسلہ میں داخل کردے یہ وہ آئیڈیل ہے جو اور کسی مذہب نے مقرر نہیں کیا بلکہ ہر ایک مذہب الہام کا دروازہ بند کر چکا ہے اور صرف اسلام ہی ہے جو اپنے پیرؤں کو سکھاتا ہے کہ الہام کا دروازہ بند نہیں ہو سکتا اور یہ ممکن نہیں کہ جو خدا کسی زمانہ میں بولتا تھا اور بنی اسرائیل کے مردوں اور عورتوں سے کلام کرتا تھا اب اس نے اپنی مخلوق کی ہدایت بند کردی ہے اور کلام کرنا بند کر دیا ہے اور یہ ایک ایسا آئیڈیل ہے جو باہمت انسان کو ہر وقت اوپر اور اوپر ہی اُٹھاتا ہے اور بجائے کسی ادنیٰ خیال کے اسکے مدِ نظر یہ ہوتا ہے کہ میں اس خالق ارض وسماء سے جو بادشاہوں کا بادشاہ اور محبت کامل کا مالک ہے ہم کلام ہو سکتا ہوں چنانچہ مسلمانوں نے اس آئیڈیل کو مدِ نظر رکھکر ہمیشہ ایسے نمونے پیش کیے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے براہِ راست تعلق رکھتے رہے ہیں اور ایک عظیم الشان ملہم کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر بھی دی تھی جس کا نام آپنے مہدی اور مسیح رکھا ہے مہدی اس لحاظ سے کہ وہ اسوقت کے مسلمانوں کو جو دین اسلام کی حقیقت کو بھولکر گمراہی میں پڑ جائینگے اور انکے اعمال واقوال کو دیکھکر کوئی شخص اسلام کی خوبیوں کا پتہ نہ لگا سکیگا درست کریگا اور مسیح اس لحاظ سے کہ وہ مسیح کی دوبارہ آمد کی پیشگوئی کو پورا کریگا اور مسیحی دنیا کو جو مسیح کی حقیقی تعلیم کو چھوڑ چکی ہوگی راہِ راست پر لائیگا چنانچہ وہ شخص ہندوستان کے مقام قادیان میں ظاہر بھی ہو چکا ہے اور اپنے دعویٰ کی تیس سالہ زندگی میں اس نے خدائے تعالیٰ کے تازہ نشانات سے اسلام کی صداقت کو ثابت کر دیا ہے اور اسکی تربیت سے اسوقت اسکے مریدوں میں سے ہزاروں ہیں جو خدائے تعالیٰ کے الہام سے مشرف ہیں اور اس نے اپنی جماعت میں تبلیغ کی ایک ایسی روح پیدا کر دی ہے کہ وہ بہت جلد دنیا کو اپنے اندر شامل کر رہے ہیں چنانچہ اسکے مریدوں میں سے اسوقت خواجہ کمال الدین صاحب رسالہ اسلامک ریویو کے ذریعہ انگلستان میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں اور اسی طرح چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے بھی وہاں اس کام میں مشغول ہیں ✦ درحقیقت الہام کا ہر زمانہ میں جاری رہنے کا اعلان ایک ایسا ہمت افزا امر ہے جسکی وجہ سے ایک سچے مسلمان کی ہمت کبھی شکست نہیں ہوتی اور یہ بات مختلف مذاہب میں فیصلہ کرنے کا ایک آسان راہ ہے کیونکہ سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جو ہمیشہ ثمرات دیتا رہے اور مذہب کا ثمرہ الہام ہی ہے پس اسلام نے اپنے پیرؤں کا منتہائے نظر دوسرے مذاہب کی نسبت بہت اعلیٰ رکھا ہے جو کہ فطرت کے تقاضیٰ کو پورا کرتا ہے دہریوں کا سب سے بڑا اعتراض بھی مذاہب پر یہی ہوا کرتا ہے کہ اگر خدا ہے تو کسی سے کلام کیوں نہیں کرتا لیکن اسلام پر وہ یہ اعتراض نہیں کر سکتے کیونکہ وہ پرانے قصے نہیں سناتا بلکہ اب بھی اس زمانہ کے امام اور مصلح کے تربیت یافتہ ایسے موجود ہیں جو خدا سے الہام پاتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب

ـــ امر مسیح و مہدی) کے حالات سے زیادہ واقفیت بہم پہنچانا چاہیں تو ہم بڑی خوشی سے ایسا کر سکتے ہیں وہ اس پتہ پر خط وکتابت کریں

تین دفعہ یہ الفاظ کہتا ہے سبحان ربی العظیم میرا بڑی عظمتوں والا رب پاک ہے
پھر یہ الفاظ کہتا ہوا کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں کے ساتھ لٹکا دیتا ہے

سمع اللہ لمن حمدہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کے محامد کا اقرار کرے اللہ تعالیٰ اسکی دعاؤں کو قبول کرتا ہے

پھر کہتا ہے

ربنا لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ

اے ہمارے رب تو خوبیوں والا ہے بہت خوبیاں والا ہے جو پاک اور برکت والا ہے
پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں گر جاتا ہے اور کم از کم تین دفعہ یہ الفاظ کہتا ہے

سبحان ربی الاعلیٰ

میرا بڑی شان والا رب پاک ہے

پھر اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھکر گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا ہے اور دائیں پاؤں کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھتا ہے لیکن بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر اسپر بیٹھ جاتا ہے

اور کہتا ہے

اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی واجبرنی وارزقنی

اے اللہ میرے گناہوں کو بخش اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ہدایت دے اور ہر ایک شر سے محفوظ رکھ اور میری اصلاح کر اور
اس کے بعد پھر اللہ اکبر کہکر سجدہ میں چلا جاتا ہے اور وہی الفاظ کہتا ہے جو پہلے سجدہ میں کہے تھے اور پھر اللہ اکبر کہکر کھڑا ہو جاتا ہے (اس حد تک جتنی نماز ہو چکی ہے اسے ایک رکعت کہتے ہیں اور نمازیں دو رکعت کی بعض تین کی اور بعض چار رکعتوں کی ہوتی ہیں) اور جس طرح پہلی رکعت پڑھی تھی اسی طرح پھر پڑھتا ہے لیکن پہلی رکعت میں جو یہ دعا پڑھی تھی کہ سبحانک اللھم وبحمدک اسے نہیں پڑھتا بلکہ سورۃ فاتحہ سے ابتدا کرتا ہے اور اس کے بعد کوئی حصہ قرآن شریف کا پڑھتا ہے اور پھر سب کچھ اسی طرح کرتا ہے جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا۔

جب دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو چکتا ہے تو پہلی رکعت کی طرح کھڑا نہیں ہو جاتا بلکہ جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا بیٹھ جاتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے

التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہ

تمام عبادتیں خواہ زبان کی ہوں یا جسم کی یا مال کی اللہ کے لیئے ہی ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ہستی کی عبادت کسی رنگ میں بھی نہیں کرنی) اے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہو اور اس کی رحمت اور برکت (یعنی بڑھوتی) اور ہم پر بھی سلامتی نازل ہو اور جس قدر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں سب پر سلامتی نازل ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اسکے خادم اور مخلوق ہیں (خدا نہیں ہیں) نہ اسکے بیٹے) اور اسکے ایک رسول ہیں[1] اس حصہ کو تشہد کہتے ہیں۔

---

[1] چونکہ ہر ایک قوم نے اپنے رسول کو اس قدر عظمت دے دی تھی کہ اسے خدا یا اس کا شریک یا اس کا بیٹا بنا لیا تھا اس لیئے اسلام نے اللہ تعالیٰ کی توحید کے اقرار کے ساتھ اپنے مخلوق ہونے کا اقرار کرنا بھی ہر ایک متبع پر ضروری کر دیا تاکہ ایسا نہ ہو کسی وقت مسلمان بھی اپنے رسول کو خدا یا اس کا بیٹا سمجھ لیں بلکہ اپنی عبادت میں اقرار کرتے رہیں کہ ان کا رسولؐ اللہ کا ایک بندہ تھا ہاں اسے صرف یہ امتیاز حاصل تھا کہ اور بہت سے رسولوں کی طرح وہ بھی ایک رسول تھا۔

منہ

اس کے بعد وہ اسی طرح بیٹھا ہوا یہ پڑھتا ہے

اللّٰھمّ صلّ علٰی محمّدٍ و علٰی اٰل محمّدٍ کما صلیت علٰی ابراھیم و علٰی اٰل ابراھیم انک حمیدٌ مّجید۔ اللّٰھمّ بارک علٰی محمّدٍ و علٰی اٰل محمّدٍ کما بارکت علٰی ابراھیم و علٰی اٰل ابراھیم انک حمیدٌ مجید۔

اے اللہ محمد پر اور اس کے سچے متبعین پر تو اسی طرح رحمتیں نازل کر جس طرح ابراہیمؑ اور اس کے متبعین پر رحمتیں نازل کیں تو بڑی تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ تو محمد اور اس کے سچے متبعین کو درجوں میں بڑھا جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور اسکے سچے متبعین کو درجوں میں بڑھایا تھا تو بڑی بڑی حمد والا اور بزرگی والا ہے؛

اس حصہ کو درود کہتے ہیں

۳۔ پھر اسی حالت میں بیٹھا ہوا یہ دعائیں یا ان میں سے کوئی دعا پڑھتا ہے۔ (الف) اللّٰھمّ انی ظلمت نفسی ظلماً کثیرًا ولا یغفر الذّنوب الّا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرّحیم ٥ (ب) اللّٰھمّ انّی اعوذ بک من الھم والغم واعوذ بک من الجبن والبخل واعوذ بک من العجز والکسل واعوذ بک من غلبۃ الدین وقھر الرجال۔ (ج) رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء (د) ربنا اغفر لی ولوالدیّ وللمؤمنین یوم یقوم الحساب ٥ (ھ) ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ٥

(الف) اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیئے ہیں اور کوئی گناہ نہیں معاف کر سکتا مگر تو پس تو اپنے رحم سے مجھے بخشدے اور مجھ پر رحم کر تو بخشنے والا اور مہربان ہے (ب) اے اللہ میں تجھ سے ہم اور غم سے پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے بزدلی اور بخل سے پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے کاموں میں

سامان ہی مہیا نہ کرسکوں اور اس بات کی بھی کہ سامان موجود ہوں اور میں ان سے کام نہ لے سکوں اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسا مقروض ہو جاؤں جسے ادا نہ کرسکوں اور اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میری آزادی جاتی رہے اور کوئی شخص مجھ پر جابرانہ حکومت کرے۔ (ج) اے میرے ربّ مجھے نماز پڑھنے کی توفیق دے اور میری اولاد کو بھی اے میرے ربّ اور تو میری دعا کو قبول کرلے۔ (د) اے ہمارے ربّ مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو اس دن کہ حساب لیا جائے گا۔ (ھ) اے ہمارے ربّ ہمیں اس دنیا میں بھی سُکھ کے اسباب دے اور اگلے جہان میں بھی اور دوزخ کے عذاب سے ہمیں بچالے۔

اس کے بعد[1] وہ یہ الفاظ کہتا ہوا دائیں طرف مُنہ پھیر لیتا ہے

السّلام علیکم ورحمة الله

تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت

اور اسی طرح یہی الفاظ کہتا ہوا بائیں طرف مُنہ پھیر لیتا ہے اور نماز ختم ہو جاتی ہے اب اسے اجازت ہوتی ہے کہ جو چاہے کرے پوری طرح ان ہدایات پر عمل کرے تو اتنی نماز پر چھ سات منٹ خرچ ہوتے ہیں۔

نماز کے اوقات

نماز کے اوقات پانچ ہیں اوّل پَو پھوٹنے سے لیکر سورج نکلنے تک ایک نماز ہوتی ہے اس کی دو رکعتیں ہیں جن سے پہلے دو اور رکعتیں الگ پڑھی جاتی ہیں۔ دوسرا وقت سورج ڈھلنے کے وقت سے

---

[1] یہ اس صورت میں ہے کہ دو رکعت کی نماز ہو اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو تو تشہد پڑھکر کھڑا ہو جانا چاہیئے اور باقی ایک یا دو رکعتیں پڑھکر پھر اسی طرح بیٹھکر وہ سب عبارتیں پڑھکر جو اوپر لکھی گئیں وہ الفاظ کہتے ہوئے جو بتائے گئے ہیں اور اسی طریق سے جو بتایا گیا ہے نماز ختم کرے۔ منہ

شروع ہوتا ہے اور قریباً گھنٹہ تک رہتا ہے اس وقت چار رکعت پڑھی جاتی ہیں اور ان سے
پہلے بھی اور بعد میں بھی چار اور ۲ رکعتیں پڑھنی مسنون ہیں اس کے بعد ہی عصر کا وقت
شروع ہوتا ہے جس میں چار رکعت نماز ادا کی جاتی ہے سورج ڈوبنے کے ساتھ ہی
ایک نماز ادا کیجاتی ہے اس میں تین رکعت پڑھی جاتی ہیں قریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد
غروب سے پانچویں نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جسے عشا کہتے ہیں یہ چار رکعت
ہے اور اس کے ساتھ دو رکعت ایک اور تین رکعت ایک ادا کی جاتی ہیں اور اس
نماز کا وقت آدھی رات تک رہتا ہے ان نمازوں کے علاوہ مسلمانوں کو ترغیب
دلائی گئی ہے کہ وہ آدھی رات کے بعد پو پھٹنے سے پہلے کسی وقت اُٹھکر آٹھ رکعت
نماز دو دو رکعت کر کے ادا کریں اور یہ نماز تہجد کہلاتی ہے یہ نماز ہر مسلم پر فرض
نہیں جو چاہے پڑھے ؂

نماز میں دُعا

ان دعاؤں کے علاوہ جو نماز میں پڑھنی مسلمان کے لیئے ضروری ہیں اور جو کہ عربی زبان میں ادا کی جاتی ہیں اجازت ہے کہ نماز پڑھنے والا اپنی اپنی زبان میں اپنی ضروریات کے لیئے دعا کرے اور یہ دعا قیام رکوع سجدہ قعدہ جلسہ ہر ایک موقعہ پر ہوسکتی ہے ؛

چند آیات قرآنی

ہم نے بتایا تھا کہ سورہ فاتحہ کے بعد چند آیات قرآنی کا پڑھنا ضروری ہوتا ہے اس لیئے ہم قرآن شریف کے مختلف مقامات سے چند آیات قرآنیہ دیتے ہیں جو نماز میں پڑھی جاسکتی ہیں ۔

(۱) اللہ لا الٰہ الا ھو الحیّ القیّوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم
لہٗ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہٗ
الّا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون
بشیئٍ من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السمٰوٰت و
الارض ولا یؤدہٗ حفظھما وھو العلیّ العظیم ۝

(۱) ترجمہ۔ اللہ وہ ذات ہے کہ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ زندہ ہے وہ بغیر کسی کی مدد کے خود قائم ہے نہ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اس کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے کون ہے جو اس کے پاس شفاعت کر سکے مگر اسی کے حکم سے ایسا کر سکتا ہے وہ خوب جانتا ہے جو کچھ لوگ کر چکے ہیں اور جو کچھ کریں گے اور اس کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہاں جس قدر علم وہ خود دے اسی قدر انسان کو اسکی نسبت علم ہو سکتا ہے اس کا علم تو آسمانوں اور زمینوں پر حاوی ہے اور اسے آسمانوں اور زمین کی حفاظت تھکاتی نہیں اور وہ بڑا ہے اور عظمت والا ہے۔

(۲) قل ھو اللہ احدٌ اللہ الصّمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفوًا احدٌ۔

(۲) ترجمہ۔ کہہ دے کہ اللہ ایک ہے اللہ وہ ہے کہ اس کی مدد کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور اس کا برابر والا کوئی نہیں۔

(۳) یاَیّھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسٰی ان یکونوا خیرًا منھم ولا نساء من نساء عسٰی ان یکن خیرًا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظّٰلمون ۔

(۳) ترجمہ۔ اے مومنو! ایک قوم دوسری قوم کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور اس سے ہنسی نہ کرے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اس سے بہتر ہو اور عورتیں دوسری عورتوں سے ایسا کریں کیونکہ ممکن ہے کہ دوسری عورتیں ان سے بہتر ہوں (یعنی نیکی کے لحاظ سے) اور نہ آپس میں ایک دوسرے کی عیب چینی کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو سخت الفاظ سے پکارا کرو (یعنی گالیاں مت دیا کرو) (کیونکہ یہ خدا سے عہد شکنی ہوگی) اور یہ بُرا نام ہے کہ ایمان کے بعد فسق کہلائے اور جو اس کام سے باز نہ آئیگا وہ ظالم ہوگا۔

(۴) یاایها الذین آمنوا لا یحل لکم ان ترثوا النسآء کرھًا ولا تعضلوھن لتذھبوا ببعض ما آتیتموھن الا ان یاتین بفاحشة* مبینة فعسٰے ان تکرھوا شیئًا ویجعل اللہ فیه خیرًا کثیرًا۔

* مبینة وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن

(۴) ترجمہ۔ اے مومنو! تمھیں ہرگز جائز نہیں کہ تم اپنی بیویوں کا مال جبرًا لے لو اور نہ تم کو جائز ہے کہ جو کچھ تم ان کو دے چکے ہو اس کا کوئی حصہ واپس لینے کے لیئے تم ان سے الگ ہو جاؤ (تاکہ تمھارے غصہ سے ڈر کر وہ مال تمھارے سپرد کردیں) ہاں اس وقت بے شک ان سے الگ ہو سکتے ہو جب وہ کھلے کھلے گناہ کا ارتکاب کریں اور ان سے ہمیشہ نیک سلوک کیا کرو (اور اگر ان کی کوئی بات تم کو ناپسند ہو تو اس کی وجہ سے ان سے بدسلوکی نہ کرو) یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ تم کو کوئی بات ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ اس میں بڑی بڑی بھلائیاں پیدا کردے (یعنی اگر تم عورتوں کی ناپسند حرکات دیکھکر بھی ان سے نیک سلوک کروگے تو خدا تمھارے لیئے سُکھ کا سامان کردینے کا خود ذمہ لیتا ہے ؂

(۵) ان اللہ یامر بالعدل والاحسان* وینھٰی عن الفحشآء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون واوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلًا ان اللہ یعلم ما تفعلون ۝

* وایتاء ذی القربیٰ

(۵) ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ تم عدل سے کام لو اور لوگوں سے احسان کرو اور ایسا احسان کرو کہ تم کو کسی نفع کا خیال نہ ہو اور منع کرتا ہے اس بات سے کہ تم وہ بدیاں کرو جو تمھاری جان کے متعلق ہوں یا وہ بدیاں جن کا اثر لوگوں پر پڑتا ہو اور بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے سے اور تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عمل کرو اور خدا سے جو عہد تم نے باندھا ہے اسے پورا کرو اور مضبوط قسم کھا کر اسے توڑا نہ کرو (اور

تم ایسا کیونکر کر سکتے ہو) اور تم سنے تو اس پر اللہ تعالیٰ کو ضامن کیا ہے اللہ تعالیٰ تمھارے افعال کو جانتا ہے ۔

(۶) لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلٰثۃ وما من الٰہ الا الٰہ واحد وان لم ینتھوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منھم عذاب الیم ہ افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم ہ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام انظر کیف تبین لھم الآیات ثم انظر انی یوفکون ہ

(۶) ترجمہ۔ ہدایت سے دور ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تین خداؤں میں سے ایک ہے اور معبود تو صرف ایک ہی ہے اور اگر تین خدا کہنے والے اپنے اقوال سے باز نہیں آئیں گے تو ان میں سے جو لوگ اپنے اس عقیدہ پر قائم رہیں گے ان کو دردناک عذاب پہنچیگا کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی نہیں مانگتے اور اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا مہربان ہے مسیح نہیں تھے مگر ایک رسول اور ان سے پہلے اور رسول گذر چکے ہیں (ان سے ان کی زندگی ملا کر دیکھ لو بالکل مشابہ ہے پھر ان کی خدائی کہاں سے ثابت ہوئی) اور ان کی ماں ایک نیک بخت عورت تھیں وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے (اور خدا کھانے سے پاک ہے) دیکھ ہم کس طرح انکے لیئے دلائل بیان کرتے ہیں پھر دیکھ کہاں سے پھرتے جاتے ہیں۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد

انجیلی کفّارہ (نمبر۱)

اس مضمون کے ۴ نمبر ہمارے ایک مہربان مشہور اہل قلم نے ریویو میں اندراج کے لئے بھیجے ہیں جو ہم انشاءاللہ بالترتیب شائع کرتے رہیں گے۔ نیز صاحب موصوف نے اپنے فاضلانہ مضامین سے وقتاً فوقتاً ریویو کی امداد کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہم اپنے فاضل دوست کی اس عنایت کے تہ دل سے مشکور ہیں۔

مضمون کو درج کرنے سے پہلے ہم اس جگہ اپنی اور اپنے فاضل مضمون نگار کی پوزیشن کو صاف کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ ہم حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو (جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے) اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ نبی یقین کرتے ہیں اور جس طرح پر دوسرے انبیاء علیہم السلام کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ معصوم تھے اسی طرح حضرت مسیح ابن مریم رسولاً الیٰ بنی اسرائیل کو بھی معصوم یقین کرتے ہیں۔ لیکن مذہبی آزادی کے اس دور میں جبکہ ہر مذہب کو حق حاصل ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے مسلمہ عقائد پر رائے زنی کرے۔ اور مسیحی حضرات آئے دن اپنے اخباروں اور رسالوں میں ایسے مضامین لکھتے ہیں جو اسلام پر نکتہ چینی کی حد سے بڑھے ہوتے ہیں۔ تو ایسی حالت میں اگر انجیلی مسلمات کی بنا پر ہم کوئی تنقید کریں تو اس سے ہماری غرض طالبان حق کو تلاش حق میں مدد دینا ہے۔ جو کچھ بھی ان مضامین میں درج ہے وہ صرف انجیلی حوالجات کی بنا پر ہے۔ اگر ان بیانات سے کوئی بات ایسی پائی جاوے جو کسی مسیحی عقیدہ کو کمزور یا بے اصل ثابت کرے تو اسکی جوابدہ انجیل موجودہ ہوگی ہم اسکے لئے ذمہ دار نہیں ہو سکتے۔ (ایڈیٹر)

مسیحی مذہب کی بنیاد مندرجہ ذیل مسائل یا اعتقادات پر ہے اگر یہ مسائل نکال دیئے جائیں یا انکی صداقت میں شبہ ہو جائے تو مذہب مسیحی باقی نہیں رہ سکتا۔

(الف) الوہیت مسیح۔ (ب) تثلیث۔ (ج) کفّارہ۔

اور ان میں سے کفّارہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو ان سب عقیدوں کی روح رواں ہے۔ جو

عیسائی کفارہ نہیں مانتا وہ صادق عیسائی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ کفارہ کے انکار سے نہ توالوہیت کا کچھ باقی رہتا ہے اور نہ تثلیث محفوظ رہتی ہے اسکے نکالنے سے سارے مثلث عقیدہ کی چولیں ڈھیلی پڑجاتی ہیں۔ جو لوگ صرف ایک ہی خدا کو مان کر بھی کفارہ سے انکار کرتے ہیں وہ اگرچہ خدا پرست اور موحد تو ہوں گے لیکن مسیحی نہیں رہ سکتے کفارہ کی بابت اکثر تو نہیں پر بہتوں کا یہ مذہب ہے کہ وہ عہد عتیق توریت وغیرہ میں بھی بیان ہُوا ہے اور عہد جدید میں بھی اُس کی تعلیم دی گئی ہے۔

قبل اسکے کہ غیر لوگ یا غیر قومیں متلاشی کی صورت میں بائیبل یعنی عہد عتیق کو دیکھیں لازمی ہے کہ اناجیل ہی سے کفارہ کا پتہ لگائیں کیونکہ توریت زبور وغیرہ میں جو کچھ بیان ہُوا ہے یا جن آیات اور احکام کا حوالہ کفارہ کے متعلق دیا جاتا ہے وہ بمقابلہ اُن آیات اُن احکام کے واضح نہیں ہو سکتے جو خود حضرت مسیح علیہ السلام نے بیان کیئے ہیں اور جن کا ذکر اناجیل میں کیا گیا ہے استثنا و اناجیل کے بعد دیکھا جائے گا کہ عقلی معیار پر کفارہ کی دھات کہاں تک کھری اُترتی ہے اور توریت کے حوالجات سے کیا کچھ نسبت رکھتی ہے۔ ہمارے ہاتھ میں اسوقت منجملہ متعدد انجیلوں کے چار انجیلیں یعنی انجیل متی۔ مرقس۔ لوقا اور یوحنا ہیں یہ وہ اناجیل ہیں جو اسوقت ایک کثیر التعداد عیسائیوں کی مسلمہ ہیں ہم اسوقت یہ بحث نہیں کرینگے کہ ان چار اناجیل کا متعدد انجیلوں سے انتخاب کس اصول پر ہُوا ہے اور مقابلتاً انکی صحت اور وقعت پر کیا کچھ دلائل لائے گئے ہیں اور کس حد تک انہیں خالی از سقم مانا جا سکتا ہے۔

ہم سب سے اوّل انجیل متی سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں اور یہ دکھانیکی کوشش کرتے ہیں کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اس اہم اور بڑے مسئلہ پر کہاں تک اور کن الفاظ میں روشنی ڈالی اور اُسوقت کی مخلوق۔ شاگردوں اور نو مریدوں نے اُنکے الفاظ اور احکام سے اسکے متعلق کیا کچھ سمجھا اور اخیر تک حضرت مسیح علیہ السلام نے کن کن وسائل۔ تماثیل اور تذکرات سے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی اور اُنکے مصلوب ہونے تک نتیجہ کیا رہا۔

ہم یہ دلچسپ بحث اس التزام سے کرنا چاہتے ہیں کہ انجیل متی میں کفارہ کے بارہ میں

کنایتاً یا صراحتاً اشارتاً یا بداہتاً جو کچھ آیا ہے اُسے نمبروار شروع ہی سے نقل کریں اور پھر اُس پر بحث کر کے دکھائیں کہ طرز کلام۔ طرز بیان سے کیا کچھ ظاہر ہوتا یا کیا کچھ سمجھنا چاہیئے۔ ہم کوشش کریں گے کہ انجیل متی کی کوئی آیت بھی کفارہ کے متعلق باقی نہ رہ جائے اور اسی طرح وہ احکام وہ آیات وہ کلام بھی باقی نہ رہے جو دوسری طرف کفارہ یا اغراض کفارہ کے منافی واقعہ ہوا ہے کیونکہ اگر ایک ہی انجیل میں ایسے بڑے معرکۃ الآراء اور اہم مسئلہ کی نسبت کسی دوسری قسم کا بھی کلام ہے تو اُس کا دکھایا جانا بھی لازمی ہے تاکہ سوچنے والے آسانی سے مقابلتاً سوچ کے بعد کوئی فیصلہ کرنے کے قابل ہو سکیں ہمیں شوق اور پوری دلچسپی سے دیکھنا چاہیئے کہ ایسے عظیم الشان ادعا کے بارہ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے کیا کچھ کہا اور کن الفاظ اور کن فقرات میں گفتگو کی اور لوگوں کو تعلیم دی ہے یہ عقیدہ سب عقاید کی چوٹی اور راس العقائد ہے ہو نہیں سکتا کہ محض چیستانوں میں اس کا ذکر کیا جائے کیونکہ اگر بائیبل میں شروع ہی سے اس کی پیشین گوئیاں ہوتی آئی ہیں اور اسی پر ساری دنیا کی نجات کا مدار رکھا گیا ہے تو ضرور ہے کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ گتھی بوجہ احسن سلجھائی گئی ہو اور صدیوں کا معما اُن کی اپنی ہی زبان فیض ترجمان سے حل ہو کر دنیا کی طمانیت کا باعث ہو سکے اگرچہ تثلیث کا عقیدہ باوجود اپنی اہمیت اور عظمت کے اب تک سلجھا نہیں اور انسانی سمجھ سے ایک حد تک باہر ہے لیکن کفارہ ایسے مسئلہ کے واسطے خاص وضاحت لازمی ہے اگر محض چند تاویلات اور تعبیرات کے ذیل میں کفارہ کی تصدیق کی جائے تو ہمیں اُسکے مقابلہ میں اسی قسم کے اور مسائل بھی ماننے پڑیں گے جنہیں محض اس وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ عام عقل و فراست کی محک پر پورے نہیں اُترتے عیسائی مذہب جس شد و مد سے کفارہ کی ضرورت پر زور دیتا ہے اور جس زور سے یہ کہتا ہے کہ اگر کفارہ نہ مانا جائے تو خدا کی قدوسیت خدا کا عدل خدا کا رحم باقی نہیں رہتا اور باوجود قادر مطلق ہونے کے بھی خدا حرف گیری سے نہیں بچ سکتا اُس شد و مد سے خود حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے کفارہ کی صراحت اور وضاحت ہونی چاہیئے ہم امید کرتے ہیں کہ دنیا اور عیسائی بھی اس ضرورت سے انکار نہیں کریں گے کیونکہ جب ایک طرف اُنکی ہر ایک منادی میں کفارہ پر زور دیا جاتا ہے تو دوسری طرف خود

اناجیل میں سے کبھی تو اسی زور سے اس کی تائید اور تصدیق ہونی لازمی ہے۔

تائید اور تصدیق بھی ایسی جس میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہ ہے اور کوئی تاویل ہی نہ ہو سکے کیونکہ اگر تاویل کی گنجائش باقی رہے تو ایسے اہم مسئلہ کی عظمت اور وقعت مخدوش ہونے سے محفوظ نہیں رہ سکتی اور حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ فرض یا یہ کام تھا کہ کفارہ کی بابت پوری وضاحت سے تعلیم دیتے اور شروع ہی سے لوگوں کو سمجھا دیتے کہ

" میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے۔

" اور میں یہ بار اٹھا کر آیا ہوں۔

" اور خدا یہ چاہتا ہے۔

" اصلی عقیدہ یا اصلی دین یہ ہے۔

" اسکے سوائے اور سب فضول اور عبث ہے۔

جو لوگ اس قسم کی وضاحت کی ضرورت نہیں سمجھتے وہ مہربانی کر کے یہ تو کہیں کہ اسقدر اہم مسئلہ کی صورت میں اس سے اور کم وضاحت کیا ہو سکتی ہے۔

انتخاب آیات مخالف و موافق مسئلہ کفارہ

(۱) باب ۴ ۔ درس ۱۷۔ **مضمون**۔ اسی وقت سے یسوع نے منادی کرنی اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آ ئی۔

تنقید ۱۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ منادی شروع شروع کی تھی اس میں اصل عقیدہ پر روشنی ڈالنے اور زور دینے کی بجائے صرف توبہ پر زور دیا گیا ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ شروع ہی میں یہ کہا جاتا کہ اس قسم کی توبہ کرو مسیح کے خون پر یقین لاؤ توبہ کی منادی کا مفہوم اُن پر یہی ہو سکتا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرو اس میں اقرار کفارہ کی شرط نہیں ہے اور اگر اس منادی کے مطابق بعض لوگوں نے توبہ بھی کی ہو گی تو اسکی دو ہی حالتیں ہونگی یا تو کفاری توبہ اور یا عام توبہ اگر عام توبہ کی گئی ہے تو وہ کفاری توبہ سے منافی ہونیکی وجہ سے کوئی وقعت اور کوئی اثر نہیں رکھتی اور اگر کفاری توبہ تھی تو اسوقت کفارہ کا وجود ہی نہ تھا کیونکہ کفارہ سوائے مصلوب ہونے کے کس طرح وجود پذیر ہو سکتا تھا اور اگر ایسی

عام توبہ کوئی اثر رکھتی ہے تو کفارہ من وجہٍ باطل ہے اور اگر کسی اور موقعہ پر اسی انجیل میں کفارہ کی بابت کوئی قول ہے تو وہ اسکے منافی ہوگا۔

(۲) باب۵ - ورس ۳ تا ۱۲ **مضمون**۔ "مبارک وے جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُن ہی کی ہے"۔

"مبارک وے جو غمگین ہیں کیونکہ وے تسلّی پاویں گے"۔

"مبارک وے جو حلیم ہیں کیونکہ وے زمین کے وارث ہوں"۔

"مبارک وے جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وے آسودہ ہونگے"۔

"مبارک وے جو رحم دل ہیں کیونکہ اُن پہ رحم کیا جائے گا"۔

"مبارک وے جو پاک دل ہیں کیونکہ وے خدا کو دیکھیں گے"۔

"مبارک وے جو صلح کرنیوالے ہیں کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلائیں گے"۔

"مبارک وے جو راستبازی کے سبب ستائے جاتے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُن ہی کی ہے مبارک ہو تم جب میرے واسطے تمھیں لعن طعن کریں اور ستاویں اور ہر طرح کی بُری باتیں جھوٹ سے تمھارے حق میں کہیں خوش ہو اور خوشی کرو کیونکہ آسمان پر تمھارے لیئے بڑا بدلا ہے اسلیئے کہ اُنھوں نے اُن نبیوں کو جو تم سے آگے تھے اسی طرح ستایا ہے"۔

تنقید۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ وہ تعلیم ہے جو ایک کثیر بھیڑ اور شاگردوں کے سامنے پہاڑ پر چڑھکر دی گئی یہ وہ منادی ہے جن میں نجات اور رضائے مولائے کریم کے گر بتائے گئے ہیں یہ وہ ارشادات ہیں جن میں سننے والوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح خدا کی بادشاہت ملتی اور کس طرح آسمانی برکتیں آتی اور کسطرح نیک انسان خدا کے فرزند کہلائے جاسکتے ہیں اور کن اعمال اور افعال کے معاوضہ میں آسمان پر ایک عظیم الشان جزا کی امیدیں کی جاسکتی ہیں۔ اس وعظ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے جو لوگ پاک دل ہیں وہ خدا کو دیکھیں گے اس سے ثابت ہوا کہ اُنکی نگاہوں میں اُس وقت بہت سے لوگ پاک دل بھی رکھتے تھے اور اُس کا معاوضہ یہ بتایا گیا کہ وہ خدا کو دیکھ بھی سکتے ہیں یہ تمام باتیں اور

تمام انعامات اُس وقت بتائے گئے تھے جب کفارہ کا وجود ہی نہ تھا کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ موجود تھے جو لوگ ان اعمال اور ان اوصاف کے کفارہ سے پہلے ہی وفات پا گئے وہ ضرور ان انعامات کے مستحق ہوں گے کیونکہ حضرت ممدوح اپنی پاک زبان سے اُنہیں ایسا یقین دلاتے ہیں جن انعامات کا اس وعظ میں ذکر کیا گیا ہے وہ موجب نجات ہیں جو پاک ہیں جو خدا کو اپنی انسانی آنکھوں سے دیکھنے لگ گئے جو خدا کے فرزند بن گئے جنہیں خدا کی بادشاہت میں داخل کیا گیا وہ نجات نہ پائیں تو اور کون پائے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس وعظ میں کفارہ کا ذکر تک نہیں فرمایا حالانکہ سب سے اول کفارہ ہی کا ذکر لازمی تھا کیونکہ حضرت ممدوح اُسی کے واسطے اس دنیا میں مبعوث ہوئے تھے اور وہی اُن کی اہم منزل تھی ضرور تھا کہ اُس کا نشان دیا جاتا ایک حرف بھی اُسکی بابت ذکر نہ کرنا دلیل اس امر کی ہے کہ کفارہ اُن کے مزعوم نہ تھا بلکہ وہی طریقہ جو ہر ایک نبی اور مرسل کی جانب سے شروع ہی سکھایا جاتا رہا ہے چنانچہ اسی باب کے ورس ۱۶ میں اسکی تصریح مزید بھی کر دی گئی ہے:-

"اسی طرح تمھاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وے تمھارے نیک کاموں کو دیکھیں اور تمھارے باپ کی جو آسمان پر ہے ستائش کریں۔"

اس آیت میں اُن ہی نیک کاموں کا حوالہ دیا گیا ہے جو شروع کی آیتوں میں ذکر ہوئے ہیں فتدبر۔[1]

---

[1] جواب میں یہ کہا جائیگا کہ کفارہ نیک کاموں سے منع نہیں کرتا یا اعتراف کفارہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان نیکیاں نہ کرے یا نیک اعمال نہ ہو ہم یہ کہیں گے کہ اصل سوال یہ ہے کہ نجات بغیر اقرار کفارہ کے ازروئے مذہب عیسائی کے ممکن نہیں چاہے نیک اعمال کیسے ہی ہوں اگرچہ ایسے نیک اعمال تمدنی۔ تہذیبی سوشل سیاسی رنگ میں کیسے ہی اعلیٰ اور عظیم القیمت ہوں مگر مذہبی رنگ میں اُنکی قیمت بغیر اعتراف کفارہ کے کچھ بھی نہیں پڑ سکتی اگرچہ زید کیسا ہی نیک ہو پھر بھی وہ جبتک کفارہ کا عقیدہ رکھ کر گناہوں کا اعتراف نہ کرے اُسے نیکی اور سعادت کوئی فائدہ نہیں دے سکتی حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اس وعظ سے یہ مطلب پایا جاتا ہے کہ جن لوگوں کے ایسے اعمال ہوں گے وہ خدا کی رضا اور خدا کی بادشاہت میں داخل ہونیکا حق رکھتے ہیں اور وہ خدا کے فرزندوں میں سے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس وعظ میں یہ کہیں نہیں کہا کہ ایسے اعمال کی صورت میں بھی کوئی نجات ابدی نہیں پا سکے گا طرز کلام مفہوم فقرات

(۳) باب۵ - ورس ۱۷ تا ۲۰ - **مضمون** :- یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب کو منسوخ کرنے آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ **پوری کرنیکو** آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جاویں ایک شوشہ یا ایک لفظ توریت کا ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے اور ایسا ہی آدمیوں کو سکھا دے سب سے چھوٹا کہلائیگا پر جو کہ عمل کرے اور سکھلا دے وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائے گا کیونکہ میں تمھیں کہتا ہوں کہ اگر تمھاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی سے زیادہ نہ ہو تو تم آسمان کی بادشاہت میں کسی طرح داخل نہ ہوگے"

تنقید :- اس مقدس وعظ سے بہت سی باتوں کی حقیقت ملتی ہے اور سوچنے والے سوچ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم اور منادی کن اغراض کو لیئے ہوئے تھی اور انکا مدعا کیا تھا توریت شریف موسوی یا ابراہیمی شریعت تھی اُسکی نسبت صاف الفاظ میں ارشاد ہوتا ہے کہ اُس کا ایک شوشہ اور ایک لفظ بھی منسوخ نہیں ہوگا **جبتک کہ سب کچھ پورا نہ ہو۔**

فقرہ سب کچھ پورا نہ ہو ایک تشریح طلب فقرہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام کے الہامی مُنہ سے اس فقرہ کا نکلنا ایک بڑی اہم خوشخبری یا پیشین گوئی ہے اور اس سے ثابت ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت اور بعثت پر بھی سب کچھ پورا نہیں ہوا تھا یعنی جو کچھ مذہبی اور روحانی رنگ میں پورا ہونا ضروری تھا اُس میں ابھی تک کمی تھی اس فقرہ کا دوسرے الفاظ میں مطلب یہ تھا کہ جب تک قدرت کی جانب سے سب کچھ پورا نہ ہولے تب تک توریت کا ایک شوشہ اور ایک

بقیہ حاشیہ - سے ثابت ہے کہ ایسے اعمال کے لوگ نجات کے وارث ہیں کسقدر زور اور یقین سے یہ کہا گیا ہے۔

" ایسے ہی لوگ پاک دل ہیں۔

" ایسے ہی فرزندان خدا ہوں گے۔

" ایسے ہی لوگوں کے واسطے خدا کی بادشاہت ہے۔

" ایسے ہی لوگ راستباز ہیں۔

" ایسے ہی لوگوں کے واسطے آسمان پر بڑا بدلا ہے۔

آیات اور کلام بہت صاف ہے کسی تاویل بعیدہ کی ضرورت نہیں ہے صرف اس خیال سے ایسی آیتوں کی تاویل رکیک کرنا کہ کفارہ کسی نہ کسی رنگ میں ثابت ہو یا اسکی تائید ہوسکے درست نہیں عیاں راچہ بیاں - ۱۲-

لفظ بھی ٹل نہیں سکتا اگرچہ زمین اور آسمان ہی نہ بدل جائیں ہاں جب سب کچھ مذہبی اور الہامی رنگ میں پورا ہو جائیگا اُسوقت توریت کی بجائے کوئی اور مجموعہ لیا جا سکتا ہے انجیل میں ایسی طاقت اور قدرت یا جامعیت نہیں کہ یہ لقب لے سکے جب حضرت مسیح علیہ السلام یہ شرط لگاتے ہیں تو ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ اور کس مجموعہ یا کس نبی نے اس پیشین گوئی کو پورا کیا وہ صرف اسلام اور قرآن و محمد صلعم ہی ہے محمد صلعم کی بعثت پر ہی توریت کی بجائے ایک دوسرا مجموعہ قرآن مجید کے نام سے پیش کیا گیا اور اُسکے سر پہ روحانی سہرا بندھا۔

اسی وعظ یا انہی آیات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر تمھاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں سے بڑھ چڑھکر نہ ہو گی تو تم خدا کی بادشاہت میں کسی طرح داخل نہ ہوگے دیکھو مقابلتاً اعمال ہی کو مقدم رکھا گیا ہے کیونکہ فقیہی اور فریسی تو اعمال ہی پر زور دیتے تھے اور شریعت ہی اُن کا اوڑھنا بچھونا تھا چاہے اُنکی اندرونی حقیقت کچھ ہی ہو اگر کفارہ ہی مراد ہوتا تو بجائے اسکے یوں کہنا چاہیئے تھا کہ اگرچہ نیک اعمال ہی ضروری ہیں لیکن اصل اصول حصول نجات کا کفارہ ہے اور کفارہ ہی کی تعلیم مقدم اور لازمی ہے اور آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونیکے واسطے صرف یہی ایک کنجی اور ذریعہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ممدوح کی مراد اس سے یہ تھی کہ کفارہ پر ایمان لاؤ اُسی صورت میں تمھاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں سے زیادہ رہے گی تو یہ تاویل ایک بے موقعہ تاویل ہو گی کیونکہ اول تو یہ بات بوجہ اپنی اہمیت کے بیان کرنا ضروری تھی اور دوسرے یہ کہ فقیہوں اور فریسیوں سے ایمان بالاعمال کا مقابلہ تھا نہ کہ کسی عقیدہ محض کا۔ ان آیات میں دو باتیں بالخصوص تائید سے بیان کی گئی ہیں۔

" جو کہ عمل کرے۔ " اور سکھلا دے۔

لفظ عمل کرنے اور سکھلانے کی اور کیا کچھ تاویل ہو سکتی ہے دونوں لفظ ظاہر اور روشن ہیں اگرچہ سکھلانے میں کسی حد تک کفارہ کا عقیدہ آسکتا ہے لیکن عمل کرنے میں عقیدت کفارہ نہیں آسکتی ہے عمل عمل ہی سے مراد ہے اگر کفارہ بھی اس میں آسکتا ہے تو پھر ہر شخص کو بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح مصلوب ہونیکی ضرورت پڑیگی کیونکہ عمل تو حضرت

مسیح ہی نے کرکے دکھایا تھا عمل سے مراد وہی عمل ہے جو فقیہی اور فریسی بہ تبعیت قوانین توریت شریف اپنے رنگ میں کرنے کے عادی تھے فقیہوں اور فریسیوں کا ذکر ہی اس بات کی دلیل اور شہادت ہے کہ شاگردوں اور سامعین کو اُنہی کے عملی رنگ میں رنگا جائے اور اُنہی کے نقش قدم پر چلنے کی اُنہیں ترغیب دیجائے۔

(۴) باب ۵ ورس ۲۱ تا ۲۶ **مضمون**:۔ تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تو خون مت کر اور جو کوئی خون کرے عدالت میں سزا کے لائق ہوگا پر مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر بے سبب غصہ ہو عدالت میں سزا کے قابل ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو رو کا کہے عدر مجلس میں سزا کے لائق ہوگا اور جو اُس کو مورہ کہے **جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا**۔

تنقید:۔ اس وعظ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے مختلف بداخلاقیوں اور گناہوں کی سزاؤں کا توریت شریف کے مقابل موازنہ کرکے دکھایا ہے اور نہایت نزاکت سے اقدام اور ارتکاب جرائم کی صورتیں بیان کی ہیں اور واقعی جرائم اور بداخلاقیوں کی معمولی صورتوں کو بھی اخلاقی رنگ میں ایک بڑی ذمہ واری کے ماتحت قرار دیکر لوگوں کو خوف دلایا ہے اور یہ سب عملی صورتیں ہی بیان کی گئی ہیں اگر یہ کہا جائے کہ گناہوں کی سزائیں اہل سیاست یا اہل تمدن کی جانب سے بھی ملتی ہیں لیکن قدرت بھی سزا دے گی اس واسطے سیاسی یا سوشیل سزائیں اُن سزاؤں کی نفی نہیں کرسکتیں جو قدرت سے مقرر ہیں اور جن کے واسطے حضرت مسیح علیہ السلام کفارہ ہوئے ہیں ہم مان لیتے ہیں کہ گناہوں کی دوہری سزائیں مل سکتی ہیں ایک اہل دنیا کی جانب سے یا دنیاوی سیاستوں کی طرف سے اور دوسری قدرت بھی دے گی لیکن اس وعظ میں حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے بھائی کو مورہ کہے گا تو وہ جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا یہ سزا ایک عمل کے ماتحت رکھی گئی ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ ایسا شخص ضرور جہنم میں جائے گا یہ شرط نہیں لگائی گئی ہے کہ اگر ایسا شخص کفارہ کا عقیدہ رکھتا ہوگا تو اُسکو جہنم نصیب نہ ہوگا یہ ایک قطعی وعید ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتی جیسے اہل سیاست کی جانب سے ازالہ حیثیت عرفی کے استغاثہ ہونے پر ملزم سزایاب ہوسکتا ہے ایسے ہی عدالت قدرت سے بھی اُسکو کسی صورت میں

معافی نہیں دی جاسکتی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام بالمقابل توریت شریف کے جرائم کی خوفناک سزاؤں اور نزاکت کا سلسلہ تاکیداً بیان کرتے آئے ہیں اور ایک قطعی وعید کی صورت میں لوگوں کو متنبہ اور آگاہ کر رہے ہیں اگر کفارہ کی بدولت یہ سزائے قدرت ٹل سکتی ہے اور جہنم کی آگ سے ایسے ملزم محفوظ رہ سکتے ہیں تو حضرت ممدوح کی یہ قطعی وعید باطل ہوتی ہے اور اگر باطل نہیں ہوتی تو عقیدہ کفارہ باقی نہیں رہتا۔

اسی سلسلہ میں ایک دوسرے رنگ میں یہ وعید حتمی قرار دی گئی ہے فرماتے ہیں۔

"اگر تو قربان گاہ میں اپنی نذر لے جاوے اور وہاں تجھے یاد آوے کہ تیرا بھائی تجھ سے کچھ مخالفت رکھتا ہے تو وہاں اپنی نذر قربان گاہ کے سامنے چھوڑ کے چلا جا پہلے اپنے بھائی سے میل کر تب آ کے اپنی نذر گزران"

"میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوڑی کوڑی ادا نہ کرے تو وہاں سے کسی طرح نہ چھوٹے گا۔"

دونوں آیتوں میں عمل پر زور دیا گیا ہے اور یہ شرط لگائی گئی ہے کہ جب تک بھائی کو راضی نہ کیا جاوے۔ قرضہ ادا ئے نہ ہو تب تک چھٹکارا نہ ہو گا حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم اور منادی کے مطابق بھائی کو راضی نہ کرنا اور قرضہ کا بے باق نہ کیا جانا دونوں جرم اور گناہ ہیں اگر زید اپنے بھائی خالد کو راضی نہیں کرتا اور کفارہ پر یقین رکھتا ہے تو کیا اسکو بموجب اس وعید کے سزا ملے گی اگر سزا ملے گی تو کفارہ باطل ہے اور اگر سزا نہیں ملے گی تو وعید باطل ہوتی ہے اسی طرح اگر زید عمرو ساہوکار کا قرضہ ادائے نہیں کرتا ہے اور کفارہ کا بھی معتقد ہے تو حسب قول حضرت مسیح علیہ السلام کسی طرح رہائی نہیں پاسکے گا اور اگر حسب عقیدہ کفارہ رہائی پاسکتا ہے تو وعید باقی نہیں رہتی اور اگر دیوانی میں نالش کرکے زید پر ڈگری کرا کر عمر قرضہ یا نقدی وصول کر لیتا ہے تو اس صورت میں بھی گتھی نہیں سلجھے گی کیونکہ زید نے رضامندی سے قرضہ نہیں دیا ہے مذہبی سزا باقی ہے اور ادھر سے زید کفارہ کا عقیدہ بھی رکھتا ہے اور دوسری طرف ادائگی بھی ہو چکی ہے اور وعید میں ادائگی ہی کی اہم شرط تھی دونوں صورتوں میں زید کی پوزیشن دائرہ گرفت اور جواب دہی سے نکل نہیں سکتی۔ ع دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را

(باقی دارد)

رپورٹ ماہوار صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

بابت ماہ فروری ۱۹۱۴ء

صیغہ یتامیٰ:- آمد ۳-۷-۱۳۴ اور خرچ ۰-۸-۴۸۷ ہوا۔ بقایا جو یکم فروری کو خزانہ میں تھا وہ صرف ۷-۱۴-۳۴ ہے۔ اس لیئے جملہ ان احباب کیخدمت میں جو یتامیٰ کی پرورش کو ضروری سمجھتے ہیں التماس ہے کہ چندہ یتامیٰ کے لیئے روپیہ بھیجکر ممنون فرماویں۔ یتامیٰ کا خرچ ماہ فروری اوپر دکھایا گیا ہے جو پونے چارسو سے زائد ہے۔

صیغہ زکوٰۃ:- آمد ۹-۴-۱۵۹ اور خرچ ۶-۶-۲۷۵ ہوا۔ زکوٰۃ کا روپیہ بھی اسی جگہ پہنچے تاکہ سلسلہ کے مرکزی مقام میں یکجائی طور پر صرف ہو۔

صیغہ اشاعت اسلام:- خریداران ریویو اردو و انگریزی میں پانچ پانچ کی کمی ہوئی۔

صیغہ مقبرہ بہشتی:-

(۱) اس ماہ میں کوئی موصی مقبرہ بہشتی میں نہ دفن ہوا اور نہ کوئی فوت ہوا۔ (۲) پندرہ عدد وصایا جنکی مالیت کا باعث اختلاط اندازہ لگانا از بس دشوار ہے۔ درج رجسٹر وصایا ہوئی ہیں۔ (۳) مندرجہ ذیل بڑی رقومات جو اس ماہ میں موصیان نے ارسال کی ہیں ملاحظہ فرمادیں۔

(۱) نواب الدین ارائیں بابت اراضی ادجلہ موہوبہ محمد حسن صاحب۔ للعہ (۲) بابو فضل کریم صاحب اکونٹنٹ ملٹری لعہ (۳) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ عیہ (۴) ناصر شاہ صاحب برادر فضل شاہ صاحب ماعہ (۵) مسمات گلاب بی بی مرحومہ بذریعہ عبداللہ حجام پسر خود ساکن قادیان عیہ (۶) بابو امام الدین صاحب پنشنر بھیرہ عہ (۷) مسمات تابی زوجہ امام بخش کمہار ساکن دھرم کوٹ بگہ۔ ہیہ (۸) غلام نبی صاحب سیٹھی راولپنڈی۔ صہ (۹) بابو عبدالرحمن صاحب لورالائی۔ عہ (۱۰) منشی غلام حسین صاحب امرتسری۔ لے (۱۱) بابو دلاور خاں صاحب۔ پشاور للعہ (۱۲) خواجہ بشیر الدین صاحب پوسٹماسٹر بستی بندہ عہ (۱۳) ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب حصار۔ لے (۱۴) ڈاکٹر قاضی غلام حسین صاحب حصار۔ لے

(۱۵) بابو غلام رسول صاحب۔ پشاور۔ ۱۲ (۱۶) منشی عبدالعزیز صاحب سہارنپور۔ لے ر
(۱۷) ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب۔ گوئی۔ عہ۔

شفاخانہ:۔ تعداد نئے مریض ۲۵۹ مائنیر اپریشن چار ہوئے۔

صیغہ تعمیر:۔ عمارت بورڈنگ مکمل ہوگئی ہے۔ اور عمارت مدرسہ کا ہال طیار ہو رہا ہے اسکے لیئے گورنمنٹ نے پانچ ہزار روپیہ اور منظور فرمایا ہے۔ جس کے لیئے گورنمنٹ کا علی الخصوص انسپکٹر مدارس حلقہ لاہور کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس محسن گورنمنٹ کو سلامت رکھے۔ اس حال میں ضروری ہے کہ احباب بھی چندہ بھیجکر ممنون فرماویں۔ تاکہ پہلی منزل مکمل ہو جاوے۔

دفتر محاسب:۔ اس ماہ کل آمد ۵-۱۱-۷۴۸۶ اور خرچ ۳-۱۵-۷۷۰۶ ہوا یعنی تین سو روپے کے قریب زیادہ خرچ ہوا۔ اس آمد میں تین ہزار کی رقم ایسی ہے جو ریویو اردو و انگریزی کی قیمت ہے۔ باقی ساڑھے چار ہزار روپیہ رہ جاتا ہے۔ جس میں بورڈران ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ کے اخراجات کا روپیہ شامل ہے جسکے ساتھ انجمن کو کوئی تعلق نہیں۔ اس صورت میں قریباً ساڑھے سات ہزار کی آمد انجمن کی نہیں ہوتی جو اوپر دکھائی گئی ہے۔ بلکہ بہت تھوڑا روپیہ اصل آمد کا رہ جاتا ہے جو ماہواری اخراجات کو پورا کرنے کے لیئے بالکل ناکافی ہے۔ اور اس طرح پر انجمن کے کام رکے رہتے ہیں۔

جن لوگوں نے جلسہ سالانہ پر چندہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ انکو ادائگی چندہ کیلیئے توجہ دلائی جاتی ہے۔

صدرالدین
سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

كل من عليها فان

مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

(قرآن کریم)

خدائے تعالیٰ کی رضا کے ماتحت اُس کے قدیم قانون اور سُنت کے مطابق اللہ کا پیارا محمد رسول اللہ کا محبوب۔ عمرؓ کا فرزند۔ مسیح موعودؑ کا جانشین صدیق ثانی سیدنا حاجی حافظ مولانا مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ ۱۳ مارچ بروز جمعہ ۲ بجکر ۲۰ منٹ پر عین حالت نماز میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور ۱۴۔ مارچ کو بعد نماز عصر آپکی نعش مبارک مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داہنے ہاتھ دفن کی گئی۔

اُس مقدس وجود کا ایثار۔ اُس کی زندگی۔ اُس کی موت اُسکے اعمال اُسکے اقوال اُس کا تجربہ اُس کا تبحرِ علمی اپنی نظیر آپ تھے زمانہ ایسے وجود روز پیدا نہیں کرتا آسمان ایسے مزکّی نفوس کو آئے دن زمین پر نہیں بھیجتا دنیا ایسے منبعِ فیوض وعلوم سے ہر وقت متمتع نہیں ہُوا کرتی۔

آہ۔ زمین ایک عالم سے۔ مسلمان ایک ہادی سے۔ احمدی اپنے پیشوا اپنے آقا اپنے مطاع اپنے مقدس امام کے وجود باجود سے محروم ہو گئے وہ قرآن کا خادم قرآن کا اُستاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شیدا حدیث کا والا اس دار فانی سے کوچ کر گیا فرقہ ذکور گریاں ہے کہ ہائے وہ بوڑھا تجربہ کار قرآن سنانے والا کہ وہ امیر وغریب کا خیرخواہ ہمارے درمیان سے اُٹھ گیا۔ فرقہ اناث میں شور و بکا ہے کہ آہ وہ عورت کی عزت کرنے والا۔ وہ کمزوروں کا حامی وہ حقوق انسان کا مؤید و نگہبان اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو سدھار گیا۔

یہ آسمانی انسان زمین پر رہتا تھا لیکن اُس کا تعلق آسمان سے ایک لمحہ کے لیے بھی

نہیں ہوتا تھا۔ اُس کو چلتے پھرتے بیٹھتے ہر گھڑی خدا اور اُسکے رسولؐ کی یاد و محبت کا ازدگی عشق جام سرشار نکلنے رہتا تھا خدا کی کتاب جو اُس کی محبوب ہے اُس کا ذکر اُس کی غذا تھی قرآن کی آیات جیں لفے دلربا خط و خال نظر آتے اور اس کتاب کے معانی میں لسے چشمہ حیوان کے حیات جاوید بخشنے والے پانیوں کا ذخیرہ معلوم ہوتا تھا۔ اُس کی زندگی ہی قرآن تھی اور جب اُس کی عمر طبعی کا پیمانہ لبریز ہونے کو تھا تو خدائے حیّ و قیوم کے ہاں سے بھی ختمِ قرآن کی مبارک آگئی اور ذاتِ باری و صمد نے فرمایا " خلیفۃ المسیح کو ختم قرآن مبارک ہو"

وہ خضر تھا لیکن اُس نے کسی ایک سکندر صفت طالبانِ حق کو آبِ حیات پلایا اور کسی سے تا دمِ مرگ تخلف نہیں کیا۔

اُس کا ایثار اُس کا جود اُس کا کرم اُس کی خدا پرستی غریب نوازی اور احسان اپنی نظیر آپ تھے وہ سب کا خیر خواہ تھا وہ عمیم الاحسان اور ہر دل عزیز تھا اُس کی سخاوت یا اُس کا فیض کسی ایک ملت کے افراد تک محدود نہ تھا بلکہ عام مخلوقِ خدا تک وسیع تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اس آقائے مغفور کو غریقِ رحمت کرے اور آپ کے پس ماندگان کو صبرِ جمیل عنایت کرکے دنیا و آخرت میں اپنے فضل و کرم کا مورد کرے اُن کی اولاد پھلے پھولے اور خادمِ دین ہو۔ آمین ثم آمین (ایڈیٹر)

ریویو

تقویم عمری:۔ یعنی ایک سو پچیس برس کی جنتری۔ جسمیں ۱۷۸۳ء سے لیکر ۱۹۰۶ء تک سنہ عیسوی۔ ہجری۔ فصلی اور سمت کی مفصل تاریخیں ایکدوسرے کے بالمقابل دی ہیں۔ جن لوگوں کو گذشتہ تاریخوں کی تطبیق دینے کی ضرورت پڑتی ہو اُن کیلئے بہت مفید ہے۔ اصل قیمت ۸/ تھی۔ مگر اب رعایتی قیمت ۴/ کر دیگئی ہے۔ ملنے کا پتہ بدر ایجنسی۔ قادیان ضلع گورداسپور

چمکار احمدی:۔ یعنی سوانحعمری حضرت رسول مقبول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منظوم پنجابی مصنفہ منشی جھنڈے خانصاحب میر مدرس۔ بےہالی۔ ضلع گورداسپور۔ پنجابی زبان میں ایسی تصانیف کی بڑی ضرورت ہے۔ جو احباب پنجابی زبان پڑھ سکتے ہوں وہ ضرور اس کتاب کا ایک نسخہ خریدیں۔ قیمت بھی زیادہ نہیں۔ ۱۰۰ صفحہ کی کتاب ہے قیمت ۸/ مصنف مذکور سے طلب کیجاوے۔

بقایا صیغہ جات یکم مارچ ۱۹۱۴ء کو

صیغہ	رقم
تعلیم	۷۶۳۲-۱-۷
اشاعت	۹۰۳-۱۵-۹
مساکین	۹۹۲-۶-۱۱
زکوٰۃ	۴۰۵۲-۱۰-۲
یتامیٰ	۳۴-۱۴-۷
بورڈران ہائی	۲۴۰۲-۱۱-۸
" احمدیہ	۳۴۳-۱۵-۶
امانت اندرونی	۶۷۲-۱۵-۰
" بیرونی	۱۴۰۳-۱۲-۹
مستقل فنڈ	۳۹۱۲-۲-۶
میزان	۲۲۳۵۱-۱۰-۵
منہائی فاضل	۱۱۸۹۳-۶-۳
	۱۰۴۵۸-۴-۲
منہائی پیشگی	۱۰۴۴۷-۱۱-۶
باقی نزد امین	۱۰-۸-۸

فاضل صیغہ جات

صیغہ	رقم
مدرسہ احمدیہ	۱۸۳۳-۵-۹
مقبرہ	۲۲۷۹-۱۱-۸
تعمیر	۲۵۶۱-۰-۱
بیت المال	۲۹۲۱-۳-۶
متفرقات	۲۲۹۹-۱-۶
میزان	۱۱۸۹۳-۶-۳

تفصیل پیشگی

صیغہ	رقم
تعلیم	۳۲۱۹-۱۳-۶
بیت المال	۲۶۹۲-۰-۰
اشاعت	۳۰۰-۰-۰
مقبرہ	۴۱۰-۰-۰
مدرسہ احمدیہ	۶۳۴-۱۲-۰
متفرقات	۵۰۱-۲-۰
تعمیر	۳۷۰۰-۰-۰
میزان	۱۰۴۴۷-۱۱-۶

محمد اشرف
ناظر

خلیفہ رشید الدین
محاسب

شرح اجرت اشتہارات در رسالہ ریویو آف ریلیجنز

میعاد	پورا صفحہ		نصف صفحہ		چوتھائی صفحہ		ایک سطر	
	انگریزی	اردو	انگریزی	اردو	انگریزی	اردو	انگریزی	اردو
سالانہ	للعہ	للعہ	صعہ	صعہ	صعہ	صعہ	ہے ر	ہے ر
ششماہی	صعہ	صعہ	صعہ	صعہ	عہ	عہ	عہ ۱۲ ر	عہ ۱۲ ر
سہ ماہی	صعہ	صعہ	عہ	عہ	ہمہ ر	ہمہ ر	عہ ر	عہ ر
ایک دفعہ	ہے ۸ ر	ہے ۸ ر	للعہ ر	للعہ ر	ہے ر	ہے ر	۸ ر	۸ ر

تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئیں

اطلاع

خریداران ریویو کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد میں توقف ہو جائے تو معاف فرما دیں ؛

نوٹ۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری سنہ ۱۹۱۴ء کی خوبصورت تیار ہوگئی ہے۔ ذی علم شریف پڑھے لکھے اشخاص کا نام اور پورا پتہ لکھنے پر جنتری ہذا بلا قیمت و محصول بھیجی جاتی ہے

وقت پر صلاح

جو دوست ہوتے ہیں وہ خطرہ سے بچنے کے لئے وقت سے پہلے نیک صلاح دیتے ہیں۔ ڈاکٹر ایس کے برمن۔ کی یہ صلاح ہے کہ موسم گرما آگیا ہے۔ اس موسم میں کھانے پینے یا رہنے کے باعث ہیضہ ہونے کا خوف رہتا ہے۔ اس سے بچنے کے لئے پہلے ہی ایک شیشی اصل عرق کافور منگوا کر اپنے گھر میں ڈال رکھیں۔ جس سے اپنے پڑوسیوں کی وقت پر حفاظت ہو سکے۔ یہ اصل عرق کافور عرصہ تیس سال سے تمام ہندوستان میں جاری ہے۔ یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کے درد شلی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت ایک شیشی ۴؍ چار آنہ محصولڈاک ایک سے ۴ شیشی تک ۵؍ ۸ شیشی تک ۶؍

پلیگ سے کیوں ڈرتے ہو

سوائے اور سب بیماریوں کے اس سے ڈرنے کا سبب یہ ہے کہ آجتک لاکھوں انسان اس موذی عارضہ کے پنجہ ظلم سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ گاؤں کے گاؤں اُجاڑ ہو گئے۔ شہر کے شہر تباہ ہوئے۔ اس وجہ سے اس کے نام ہی سے دہشت ہوتی ہے پلیگ میں مبتلا ہو جانے کے بعد پھر کوئی علاج نہیں ہے۔ لیکن بنظر حفظ ماتقدم۔ ڈاکٹر ایس کے برمن۔ کی پلیگ روکنے والی گولیاں منگوا کر ضرور رکھیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے جسم کے خون میں کچھ ایسا اثر ہوتا ہے جس سے پلیگ کے کیڑے ٹھہر نہیں سکتے۔ اور نہ اُس کا زہر اثر کر سکتا۔ وقت پر ان گولیوں کے استعمال سے ہزاروں انسان پلیگ سے محفوظ رہتے ہیں۔ آپ بھی غافل نہیں رہیں۔ ایک گولی روزانہ ساتھ ٹھنڈے پانی کے نگل جانا چاہیئے۔

بچوں کو نصف یا چوتھائی۔ قیمت ۳۶ گولیوں کی ڈبیہ ۸؍ ۶۰ گولیوں کی ڈبیہ ۱۲؍ محصولڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مطبع میگزین قادیان میں ماسٹر فقیر اللہ اسسٹنٹ منیجر میگزین کے اہتمام سے طبع ہوا۔